افغانستان میں شاہ نواز تنائی کی بغاوت. اس منصوبہ کی کڑی معلوم ہوتی ہے. امریکہ روس جو مجاہدین کی
حکومت کی بجائے وسیع البنیاد مخلوط حکومت کے علمبردار ہیں اور پاکستان اس سازش میں ان کا آلہ کار ہے
ہر تینوں کو اس بغاوت سے اپنی منزل قریب نظر آنے لگی۔ ہر تینوں انقلاب کی کامیابی کی گھڑیاں گننے لگے
بیکن معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مجاہدین کے خلوص کی وجہ سے اس انقلاب کو ان کے لئے تائید غیبی بنا
دیا۔ ارباب بصیرت مجاہدین نے فیصلہ کیا کہ ہمارے لئے نجیب اور تنائی میں کوئی فرق نہیں۔ انہوں نے اپنے
کمانڈروں کو ہدایت کی کہ دونوں دھڑوں میں سے جو بھی غیر مسلح ہو کر اپنے آپ کو مجاہدین کے حوالہ کرے
اسے پناہ دی جائے۔ اور اس علاقہ میں اپنی پوزیشن کو مستحکم کیا جائے.

یہ حقیقت میں وہی فراست ایمانی ہے جس کے متعلق ارشاد گرامی ہے:-

اتقوا فراسة المؤمن فانه ینظر بنور الله

اس بغاوت کا فائدہ بہرصورت مجاہدین کے حصہ میں آیا۔

۱۔ نجیب انتظامیہ کے دشمنوں میں اضافہ سے اس کی مشکلات بڑھ گئیں.
۲۔ پرچم اور خلق کا قدیمی ٹکراؤ تازہ ہوا۔
۳۔ یورپ کے جو ممالک نجیب کو مستحکم سمجھ کر اپنے سفارت خانے دوبارہ بحال کرنے والے تھے ان کے فکر میں تبدیلی آ گئی۔
۴۔ نجیب انتظامیہ کے متعلق روس کو اپنے رویہ پر نظر ثانی کرنی ہو گی۔
۵۔ راسخ العقیدہ مجاہدین کی صفوں میں مزید یک جہتی اور استحکام پیدا ہوا۔
۶۔ پرچم یا خلق میں سے کسی کے ساتھ مصالحت یا مداہنت کرنے والوں کی سازش نشت از بام ہوئی۔

یہ سب تائید غیبی مجاہدین کی استقامت علی الحق کا نتیجہ معلوم ہوتی ہے اللہ تعالیٰ مستقبل میں بھی ان کا حامی
اور ناصر ہو۔
(مولانا قاضی عبداللطیف ممبر سینٹ آف پاکستان)

صحبتے با اہل حق یا ایمان و یقین کی پھلواری

(بحوالہ ماہنامہ الحسنات لاہور۔ اپریل ۱۹۸۹ء)

حضرت شیخ الحدیث مولانا عبدالحق رحمۃ اللہ علیہ بانی دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک ضلع پشاور کا شمار دور
حاضر کے ان صلحائے امت میں ہوتا ہے جو سلف صالحین کا نمونہ اور ان کی ایک نہایت گراں پایہ یادگار تھے۔
فی الحقیقت وہ اللہ تعالیٰ کی نشانیوں میں سے ایک نشانی تھے۔ ان کی ذات گمراہی

بے دینی، تجدد، اباحیت اور الحاد کی ظلمتوں میں منارۂ نور کی حیثیت رکھتی تھی۔ انہوں نے دینی تبلیغ اور اشاعت علم کے سلسلے میں جو عظیم الشان کارنامے سرانجام دئے۔ انہوں نے ان کو "شہرت عام اور بقائے دوام" کے دربار میں نہایت ارفع و اعلیٰ مقام عطا کر دیا۔ حضرت اقدس سرہٗ نہ صرف علوم دین کا بحر ذخار تھے بلکہ سیرت اور کردار کے اعتبار سے بھی بہت بلند مقام پر فائز تھے۔ خشیت الٰہی، عشق رسول ﷺ، شغف عبادت، انکسار سادگی، حق گوئی، بے تعصبی، خوش مزاجی اور تواضع ان کی ایسی صفات تھیں جو اپنوں اور بیگانوں سب کا دل موہ لیتی تھیں۔ حضرت اپنی مجالس میں علم و عرفان کے ایسے ایسے موتی لٹایا کرتے تھے جن کو چُنتے چُنتے طبیعت سیر نہ ہوتی تھی۔ حضرت کے شاگرد رشید مولانا عبدالقیوم حقانی صاحب ہمارے دلی شکریے کے مستحق ہیں کہ انہوں نے ان موتیوں کو ایک لڑی میں پرو کر اس کتاب کی صورت میں پیش کر دیا ہے۔ حضرتؒ کے یہ ارشادات و ملفوظات کیا ہیں پند و نصائح کا خزینہ، عقل و خرد کا درس اور عشق و معرفت کا دریا، جس میں غوطہ زن ہونے والا گوہر مقصود سے مالا مال ہو جاتا ہے۔ معرفت کے ساتھ دنیا کی بے ثباتی، اللہ کے ساتھ محبت اور رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے بے پناہ عقیدت بلکہ عشق ان ملفوظات کی نمایاں خصوصیت ہے ان جواہر ریزوں کے چند عنوانات ملاحظہ ہوں

ملت کا استحکام اور عروج اہل اسلام کے اتحاد پر منحصر ہے۔ علماء و اہل اللہ کی محبت نجات کا وسیلہ ہے۔ علمی ماحول اور مریضوں کی خدمت بڑی نعمت ہے۔ کبائر سے اجتناب، صغائر کے عفو کا ذریعہ ہے۔ ذکر و عبادات سے تلذذ نہیں بندگی مقصود ہے۔ حکمت کی جڑ اللہ کا خوف ہے۔ جہاد ایمان کا لازمہ ہے۔ عیاشی سے علم حاصل نہیں ہوتا۔ اپنی اہلیت کی شہادت نااہلی کی دلیل ہے۔ فقہی مسالک اور سلاسل تصوف ایک ہی تالاب کی مختلف نہریں ہیں۔ تبلیغ دین اور بیان مسائل میں تسہیل پیش نظر رہنی چاہئے۔ خود غرضی اور انانیت سے انتشار اور دھڑے بندی پیدا ہوتی ہے۔ حسن عمل کے ساتھ طول عمر بھی نعمت ہے۔ دین کی خدمت سے زندگی ملتی ہے۔ جھوٹے نبی سے نبوت کی دلیل طلب کرنے میں ایمان کے ضیاع کا خطرہ ہے۔ مجاہدین کے چہروں کو دیکھنا بھی عبادت ہے۔ غرور اور تکبر کے ساتھ علم اور عبادت بھی نافع نہیں رہتی۔ جب دنیا سے نفرت ہو تو وہ قدم چومتی ہے۔ انانیت معرفت خداوندی میں بہت بڑا حجاب ہے۔ حصول علم کو رضائے الٰہی کا ذریعہ بنا لینا چاہئے۔ حصول علم کی خاطر صبر و ضبط اور برداشت کا مظاہرہ کرنا چاہئے۔ وغیرہ

بلا مبالغہ اس کتاب کا ہر صفحہ ایمان و یقین کی ایسی پھلواری ہے جن کے پھولوں کی خوشبو سے مشام جان معطر ہو جاتا ہے اور زبان پر بے اختیار یہ الفاظ جاری ہو جاتے ہیں ع

کرشمہ دامن دل می کشد کہ جا ایں جاست

ان ملفوظات سے دین کی گرہیں کھل جاتی ہیں اور ذہن سے تشکیک و انکار کا زہر کافور ہو جاتا ہے۔

پیرایۂ بیان انتہائی شگفتہ اور پُر کیف ہے۔ کتاب ایک دفعہ شروع کر کے ختم کئے بغیر ہاتھ سے رکھنے کو جی نہیں چاہتا۔

ملفوظات میں رشد و ہدایت کی باتوں کے علاوہ دفاعِ پاکستان اور نجات اخروی کے حوالے سے جہادِ افغانستان کی اہمیت بھی واضح کی گئی ہے۔ اور وطن عزیز کے کئی دوسرے اہم امور کے بارے میں بھی بڑی جامع اور پُر مغز گفتگو کی گئی ہے۔ ان میں بعض بزرگانِ دین کے ایمان افروز واقعات بھی ملتے ہیں اور بعض امراضِ بدنی و روحانی علاج کے لئے مجرب وظائف و اوراد بھی۔ غرض یہ کتاب ہر لحاظ سے مطالعہ کے لائق ہے۔ کوئی بھی قاری اس کو توجہ سے پڑھ کر گوناگوں برکات و فیوض سے متمتع ہو سکتا ہے۔

جناب طالب ہاشمی۔ لاہور

یونان میں مسلمانوں کے عروج و زوال کی داستان

یونان دنیا کے ان ممالک میں شمار ہوتا ہے کہ جہاں مسلمانوں کا چاند عرصہ دراز تک روشنیاں پھیلاتا رہا اور ستارۂ عروج چمکتا رہا ہے۔ ترکوں کی ہزیمت کے بعد اب صورت حال یہ ہے کہ یہاں پورے یونان میں ایک بھی مسلم آثار نہیں ہے۔ نہ کوئی مینارہ نہ کوئی مسجد۔ اور نہ بہ ظاہر کوئی مسلم۔ ایک دوست نے بڑی عجیب بات کہی۔ اگر اتنے زمانے یونان پر عرب حکومت کرتے تو پورا یونان عرب بن چکا ہوتا۔ میرے ذہن میں فوراً ہی خیال آیا کہ اسپین میں صدیوں حکومت کرنے کے بعد وہاں کیا صورت حال ہے۔

دراصل عروج و زوال کی داستانیں اپنے دامن میں بڑے عجائب و غرائب رکھتی ہیں۔ مسلمانوں کے عروج کے اسباب یکساں رہے ہیں۔ اور ان میں کوئی اختلاف نہیں رہا۔ مٹھی بھر عرب صحرائے عرب سے اٹھے تھے اور پوری زمین پر چھا گئے تھے۔ وہ صرف اللہ تعالیٰ سے ڈرتے تھے۔ اور باقی ہر طاقت سے باغی تھے۔ اس نے ان کو اخلاق کی ہر قوت سے مالا مال کر دیا تھا۔ محبت و احترام ان کی سرشت تھی۔ برداشت ان کی تربیت کا اہم جزو تھا۔ وہ ایک نظریۂ حیات لے کر دنیا کے سامنے آئے جو اپنی مثال آپ تھا اور جس نے لازماً دنیا کے ہر مزاج و فکر کو متاثر کیا۔ اور قبولیت فکر کی راہیں ہموار ہوئیں۔ کردار مسلم بے داغ تھا۔ بلند کرداری میں صفحۂ ارض پر ان کا کوئی ثانی نہ تھا۔ مسلمان کے پاس کسی بھی دور میں مادی طاقت نہیں رہی۔ اس کی عظمت و رفعت کا راز اس کی روحانیت رہا ہے جب تک مسلمان صراط مستقیم پر رہا قرآن حکیم اور سنت رسول ﷺ اس کے رہنما رہے وہ عروج پر عروج پاتا رہا اور کوئی اس کی راہ میں حائل نہ ہو سکا حتیٰ کہ اس نے فکر بلند سے، حکم الٰہی سے، پیغام رسول سے کرۂ ارض کو روشن کر دیا۔

پھر جب زوال کی داستان المناک پہ غور کرتے ہیں تو اس کے اسباب میں بھی کوئی فرق نہیں پاتے۔ مسلمان کے